

## تبصرے

سفرنامہ اندرنام مخلص | از جناب ڈاکٹر سید اطہر علی صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی (کینٹب) صدر شعبہ عربی فارسی و اردو دہلی یونیورسٹی تقبیس کلاں ضخامت ۲۷۰ صفحات نائب باریک مگر روشن قیمت جلد چھ روپے۔

محمد شاہ کا زمانہ سلطنت کے انتہائی زوال کا زمانہ ہے لیکن اس دور میں بھی کچھ ایسے ارباب علم ادب تھے جن کے دم سے گذشتہ زمانہ کی کلچرل روایات قائم تھیں۔ انھیں لوگوں میں سے ایک اندرنام مخلص بھی تھا۔ یہ قوم کا کھتری اور اہل باشندہ یا لکوٹ کے ایک مقام سودہرہ کا تھا۔ علم و فضل کے لحاظ سے اسے اپنے معاصرین میں ایک مرتبہ خاص حاصل ہے۔ دو دوسرے کاروں کا دلیل ہونے کے باوجود تصنیف و تالیف اور شعر گوئی کا مشغلہ بھی جاری رکھتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک دیوان کے علاوہ نثر میں بھی چند مفید اور دلچسپ تاریخی اور ادبی تصنیفات بہ طور یادگار چھوڑی۔ انھیں تصنیفات میں اس کا ایک سفرنامہ ہے جس میں اس نے روزنامہ کی شکل میں اپنے اس سفر کا حال بڑے دلچسپ پیرایہ میں لکھا ہے جو اس نے نواب سید علی محمد خان بہادر کی معیت میں دہلی کا کیا تھا۔ یہ سفرنامہ محض روایت سفر نہیں بلکہ اس میں اس عہد کے سیاسی سماجی اور اقتصادی حالات کے متعلق ایسی قابل قدر معلومات ملتی ہیں جو تاریخ کی کسی دوسری کتاب میں نظر نہیں آتی۔ خوش قسمتی سے اس سفرنامہ کا ایک نسخہ خود مخلص کے ہاتھ کا لکھا ہوا کتب خانہ عالیہ رامپور میں محفوظ تھا۔ زیر تبصرہ کتاب یہ وہی نسخہ ہے جس کو جناب ڈاکٹر سید اطہر علی صاحب نے بڑی قابلیت و لیاقت اور عمرگی و خوش اسلوبی کے ساتھ مرتب و مہذب کیا اور سرکار عالیہ رامپور کی طرف سے شائع کیا گیا۔ علاوہ اہل سفرنامہ کے جس کو آج کل کے جدید مغربی طریقہ کے مطابق اوٹ کیا گیا ہے۔ شروع میں ایک سو چالیس صفحات کا ایک طویل

اور نہایت فاضلانہ و محققانہ مقصد ہے جس میں ڈاکٹر صاحب نے مخلص کے خاندانی حالات، ذاتی صفات و کمالات اور ادبی و شعری امتیازات و تصنیفات پر ناقدانہ گفتگو کرنے کے بعد سفرنامہ کا وسعت نظر اور وقت نگاہ سے جائزہ لیا ہے اور اس سلسلہ میں سفرنامہ میں جو مخصوص اصطلاحات آئی ہیں ان پر بڑے مفید اور معلومات افزا نوٹ لکھے ہیں اور ساتھ ہی سفرنامہ کی زبان اور اس کے بعض مندرجات پر کلام کیا ہے۔

اصل سفرنامہ کے علاوہ کتاب کا مقدمہ اور سفرنامہ کے حواشی عام اربابِ ذوق کے لئے عموماً اور تاریخ کے طلباء کے لئے خصوصاً نہایت مفید اور بہت قابل قدر ہیں۔ پھر مقدمہ کی زبان بھی ایسی شیریں اور سلی ہے کہ پڑھ کر آزاد کے طرز نگارش کا لطف آنے لگتا ہے۔

اس موقع پر غالباً یہ عرض کرنا محل نہ ہوگا کہ بعض فارسی تاریخوں میں "الیہ" حال کے معنی میں عام طور پر استعمال ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب صفحہ ۶۹ پر اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس لفظ کی اصل کیا ہے؟ اس کی نسبت نہیں سمجھ سکتے تھے کہ نہیں کہا جاسکتا۔ اس سلسلہ میں ہماری رائے یہ ہے کہ دراصل الیہ عالیہ کی بگڑی ہوئی شکل ہے جیسے فارسی میں طلایہ جو پھر اول کے معنی میں مشتمل ہوتا ہے درحقیقت عربی لفظ طلایہ کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ عالیہ سے آلیہ بنا اور پھر لوگوں نے اس کو ہار مجبوراً بھکر الیہ پڑھا شروع کر دیا اور وہ ہی چل پڑا یہ صرف ہمارا قیاس ہے۔ واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

پھر ڈاکٹر صاحب نے سفرنامہ کی مشہور شخصیت نواب سید علی محمد خاں بہادر کے حالات و سوانح بڑی تفصیل سے لکھے ہیں لیکن اگر اس کی بھی تحقیق ہو جاتی تو بہتر ہوتا کہ نواب مرحوم کو اور ان کی اولاد کو سید کہنے کی وجہ کیا ہے داؤد خاں نے اس پر کوشش کی اور جو حالت میں اٹھایا اس کے پیش نظر اس کی تحقیق اور بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ بہر حال ہم ڈاکٹر صاحب کو ان کے اس فاضلانہ علمی کا نامہ پر اور سرکار عالیہ علامہ کو اس مہارت پر اور علمی توانائی پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ کتاب خانہ عالیہ رامپور کے اور نادر اور پیشہ منظر ظاہر بھی اسی طرح غائب